جلد ۷ہ | قادیان دار الامان مورخہ ۲۸/۲۱ مارچ مطابق ۲۸/۲۱ امان سنہ ۱۳۲۲ ہش | نمبر ۱۰۱

ملک عبدالرحمٰن صاحب خادم کی گرفتاری کا افسوسناک واقعہ

(اور)

ضلع گجرات کے ذمہ وار حکام کا غلط اقدام

(۱)

یکم اپریل سنہ ۱۹۴۳ء کو ہمارے سلسلہ کے مشہور مقرر جناب ملک عبدالرحمٰن صاحب خادم بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی پلیڈر کو ڈیفنس آف انڈیا رولز ایکٹ کے ماتحت گرفتار کر کے ضلع کی حوالات میں بند کر دیا گیا۔

حکومت پنجاب اور حکومت ہند نے ان ایام جنگ میں ہزارہا اشخاص کو اس قانون کی زد میں لا کر گرفتار کیا ہے۔ اور ہر روز اس قانون کے ماتحت لوگ گرفتار ہوتے رہتے ہیں۔ اسلئے یہ تو کوئی اچنبھے کی بات نہیں۔ لیکن تعجب اس بات کا ہے۔ جن لوگوں کے ہاتھ میں قانون کا نفاذ ہے۔ وہ دوست اور دشمن میں تمیز نہیں کر سکتے۔ اور جب حالت اس حد تک پہنچ جائے۔ تو پبلک کے لئے بہت بےچینی پیدا کرنے کا باعث ہو جایا کرتی ہے۔

ملک عبدالرحمٰن صاحب احمدی ہیں۔ اور سلسلہ احمدیہ اپنی قدیم روایات کے ساتھ اس امر میں ممتاز ہے کہ وہ حکومت وقت کے ساتھ ہمیشہ تعاون کرتا چلا آیا ہے۔ کوئی احمدی اس وقت تک احمدی نہیں کہلا سکتا۔ جب تک وہ سلسلہ کی ہر ایک تعلیم پر عمل نہیں کرتا۔

سلسلہ کے امام کی بیدار آنکھیں ہر وقت ہر احمدی کے اعمال کا محاسبہ کرتی رہتی ہیں۔ اور جو شخص سلسلہ کی تعلیم کے کسی حصہ کے بھی منافی اعمال کو معرض وجود میں لاتا ہے۔ تو اسکو فوراً ہی اس کے اعمال کی سزا مل جاتی ہے۔ جو بعض اوقات اتنی سخت ہوتی ہے۔ کہ اس کوتاہ عمل شخص کو کاٹ کر نظام جماعت سے الگ کر دیتی ہے۔

چنانچہ

اسی کا نتیجہ ہے۔ کہ ہماری جماعت کے افراد بھی من حیث الافراد کبھی کسی ایسی سوسائٹی کے ممبر نہیں بنتے۔ جو نظامِ حکومت کو برباد کرنے والی ثابت ہو سکتی ہے۔ حتیٰ کہ سکولوں اور کالجوں میں پڑھنے والے احمدی طالب علم بھی ہمیشہ احمدی ہونے کی وجہ سے سکولوں اور کالجوں کی سٹرائیکوں اور ایجی ٹیشنوں میں حصہ نہیں لیتے۔

سنہ ۱۹۱۹ء میں جبکہ ہندوستان اور پنجاب ایجی ٹیشن کا گھر بنا ہوا تھا۔ جگہ جگہ ہڑتالیں اور سٹرائیکیں ہو رہی تھیں۔ احمدی ایسے پُرامن رہے۔ کہ حکومت کو اعتراف کرنا پڑا۔ کہ یہ جماعت بڑی پُرامن رہی۔ احمدی دوکانداروں نے پبلک کی طرف سے طرح طرح کی تکلیفیں اٹھائیں۔ مگر ان ہڑتالوں میں حصہ نہ لیا۔ احمدی سرکاری ملازموں نے کبھی اور کسی وقت بھی سٹرائیکوں میں شرکت نہیں کی۔ جس زمانہ میں این۔ ڈبلیو۔ آر اور جی۔ آئی۔ پی اور دیگر ریلوے لائنوں پر سٹرائیکس ہو رہی تھیں۔ احمدی اسٹیشن ماسٹر اور سگنیلر اور دیگر عہدہ دار اپنے ہمعصروں سے دُکھ اٹھانے کے باوجود تن تنہا اپنی ڈیوٹیوں پر آتے رہے۔ کانگرس۔ خلافت۔ احرار لیگ اور دیگر تاریخی اور انقلابی تحریکوں میں کبھی احمدی جماعت کے افراد شامل ہو کر حکومت کے لئے پریشانی کا موجب نہیں ہوئے۔

اس معاملہ

میں جماعت احمدیہ کا ریکارڈ بہت شاندار ہے۔ اور ہندوستان کی کوئی قوم اسکی مثال پیش نہیں کر سکتی۔ ہندوستان میں جب عدم تعاون کی تحریک تھی۔ انگریزی مال کا بائیکاٹ کیا جا رہا تھا۔ اس وقت صرف یہی ایک مٹھی بھر جماعت تھی۔ جس نے حکومت سے مکمل تعاون کیا۔ اور نہ صرف یہ کہ انگریزی مال کا بائیکاٹ نہیں کیا۔ بلکہ دوسروں کو بھی اس امر کی تلقین کی۔

قیام امن کے لئے

ہر ایک احمدی حکومت کے لئے بطور آنریری مبلغ کے گذشتہ پچاس سال سے کام کر رہا ہے۔ ہم نے ہر شہر اور قصبہ میں ہر مجلس میں اور ہر گھر میں حکومت کی مشکلات کو کم کرنے کے لئے کام کیا۔ اور قیام امن کی ایسی سعی کی۔ جسکی مثال نہیں مل سکتی۔

اسی پر بس نہیں

ہم نے پہلی جنگ میں اور اس جنگ میں شاندار مالی اور جانی قربانی سے حکومت کے بازو کو مضبوط کیا۔ اور جماعت اس خصوص میں اب تک کام کرتی چلی جا رہی ہے۔ اور ہر روز اس کا قدم تیز سے تیز تر ہو رہا ہے۔

جس قوم کی یہ تاریخی روایات ہوں

اس قوم کے کسی بھی فرد پر حکومت کا غدار اور خائن ہونے کا شبہ کرنا کسی طرح جائز نہیں ہو سکتا۔

جماعت احمدیہ کا ایک اور طرۂ امتیاز

ہماری جماعت منافقوں کی جماعت نہیں۔ ہم جو کچھ کہتے ہیں وہی ہمارے دل میں ہے۔ اگر ایسا نہ ہوتا۔ تو ہم اپنے عقائد کی وجہ سے لوگوں کی نگاہ میں گردن زدنی نہ ہوتے۔ ہم اپنے آپ کو ہر قالب میں ڈھال لیتے۔ اور ہر قسم کے پانی میں سمو لیتے۔ لیکن ہم نے کبھی ایسا نہیں کیا۔ ہم نے دنیا کے غضب اور ناراضگی کو

اور تند آندھیاں اپنے اوپر لیں۔ مگر اپنی ضمیر کے خلاف نہ کیا۔ حکومت سے تعاون کرنا۔ قیام امن کے لئے ساعی رہنا۔ نظام حکومت کو قائم رکھنے میں مدد دینا ہمارا مذہبی فریضہ ہے۔ جسے ہر احمدی ادا کرتا رہتا ہے۔

ملک عبدالرحمٰن صاحب

نے بھی بحیثیت احمدی ہونے کے اپنی قلم اور زبان سے حکومت کی ہمیشہ خدمت کی۔ جس کا شاندار ریکارڈ موجود ہے۔ بھرتی میں مدد دی۔ وار فنڈ کے حصول کے لئے پوری سعی کی۔ ایک ایسا شخص جو اپنی قابلیت خدمات ملکی و ملی اپنی جادو بیانی۔ اپنی تحریر کی روانی اور سلاست کی وجہ سے اپنے ضلع میں ہی نہیں بلکہ پنجاب بھر میں بلکہ سارے ہندوستان بھر میں مشہور و معروف ہو۔ اسے قانون کے غلط استعمال سے گرفتار کر لینا کبھی بھی جائز تسلیم نہیں کیا جاسکتا۔ بلکہ ایسا فعل بے چینی پیدا کرنے کا باعث ہو سکتا ہے۔ کیونکہ کسی مخلص اور خیر خواہ اور وفادار حکومت کے پاس اس امر کی کیا گارنٹی ہو سکتی ہے۔ کہ وہ باوجود مخلص اور وفادار ہونے کے اس قانون کے غلط استعمال کی زد میں نہیں آئے گا۔

حکومت کے ہتھیار

ہمیشہ دشمنوں کے قتل اور دوستوں کی حفاظت کے لئے ہوتے ہیں۔ اور یہی حال قانون کا ہے۔ کہ قانون مفسدوں کی روک تھام اور پرامن لوگوں کی مدد کے لئے ہوتے ہیں۔ لیکن جو ہتھیار اپنی ہی فوجوں کے خلاف استعمال ہونے لگے۔ وہ کب حکومت کے لئے خوشگوار ہو سکتے ہیں۔ اور جو قانون دشمنوں کو چھوڑ کر دوستوں پر نافذ ہونے لگے۔ وہ کب بابرکت ہو سکتے ہیں۔ اسلئے پنجاب کی بیدار مغز حکومت کا فرض ہے۔ کہ ملک صاحب کے معاملہ میں فوری طور پر توجہ فرمائے۔ اور ایسے ذرائع اختیار کرے۔ جس سے آئندہ اس قسم کی غلطیوں کا سدباب ہو سکے

(محمود احمد عرفانی)

میں بستر علالت پر

(۲)

میری طبیعت باوجود علاج اور پورے رکھ رکھاؤ کے گرتی چلی جاتی تھی۔ اور مجھے یہ محسوس ہونے لگا۔ کہ میری زندگی خاتمہ کی طرف جارہی ہے۔ اور مجھ پر یہ خیال غالب رہنے لگا۔ مجھے ایسا محسوس ہوتا۔ کہ میرے سینے کے اندر ایک خلا پیدا ہو گئی ہے۔ اور سینہ بالکل ایک خالی ڈھانچہ ہے۔ جس کے اندر کوئی چیز نہیں۔ خون کی اس قدر کمی ہو گئی۔ کہ ہاتھ اور پاؤں کے تلوے بالکل سفید ہو گئے۔

میرے خیالات عجیب قسم کے تھے۔ مجھے موت اپنے سامنے کھڑی نظر آتی تھی۔ کبھی مجھے اس امر کا خیال پیدا ہوتا تھا۔ کہ میرے اعمال کا خانہ خالی ہے۔ میں خدا کے سامنے کیا منہ لیکر جاؤں گا۔ اور کبھی مجھے یہ خیال ہوتا۔ کہ خدا تعالےٰ کے عفو کی لہریں مجھے اپنے دامن میں چھپالیں گی۔ ایک بیم ورجا کی حالت تھی۔ کبھی میں یاس کے سمندر میں غرق ہو جاتا۔ اور کبھی امید کی کشتی پر سوار ہو جاتا۔

میرے دفتر کے دروازے بند تھے۔ اور مجھے اسکی حسرت پیدا ہوتی تھی۔ کہ کیا اب میں ان کو پھر نہ کھولوں گا۔

اور کبھی

یہ خیال پیدا ہوتا۔ کہ میں نے حضرت ام المومنین اطال اللہ فی عمرہا کی سیرت لکھنے کا اعلان کیا تھا۔ کیا میں اسے لکھ نہ سکوں گا۔

اور میں نے

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی سیرت و سوانح لکھنے کا تہیہ کیا تھا۔ کیا میں یہ کام سرانجام نہ دے سکوں گا۔

کبھی مجھے اپنے بچوں کی کم سنی۔ بے سرو سامانی۔ اپنی بیوی کی حالت بوڑھے والدین کی حالت خاندان کی حالت ایک ایک منظر سنیما کے پردے کی طرح میرے سامنے آتے اور میرے لئے سینکڑوں قسم کے خیالات کا مواج سمندر پیدا کر دیتے۔ اس حالت میں میں نے ہر اس شخص کی قلبی کیفیت کا اندازہ لگایا۔ جو موت کے قریب ہوتا ہے۔ اور اس کے قوئ عقلی و حسی مفقود نہیں ہو جاتے۔

اس حالت میں میں نے اپنے عقائد کا بھی محاسبہ کیا۔ میں نے غور کیا۔ اور خوب غور کیا۔ میں نے ٹٹولا اور خوب ٹٹولا۔ کہ کیا میں جن عقائد پر قائم ہوں۔ وہ کسی اثر کے ماتحت ہیں۔ یا کسی لالچ کے ماتحت ہیں۔ یا کسی خوف کے ماتحت ہیں

مگر

میں نے اپنے قلب کو بالکل مطمئن پایا۔ اور میں نے سمجھا۔ کہ میرے قلب کو اس طرف سے کامل اطمینان حاصل ہے۔ اور مجھے یقین کے ساتھ ایک معرفت کا جام پلا دیا گیا۔ کہ واقعی حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس زمانے کے مامور من اللہ نبی اور رسول ہیں۔ اور آپ وہی انسان ہیں۔ جن پر خدا تعالےٰ کی آتشیں تجلی ظاہر ہوئی۔ جو جلال اور جمال کے دونوں لباسوں میں ملبوس ہو کر آیا۔ مجھے ایک وسیع علم اور ایک وسیع معرفت دی گئی۔ کہ جو کام اس مادی زمانے میں اس دہریت کے زمانے میں۔ اس سائنس کے زمانے میں مسیح موعود ع سے ظہور میں آیا۔ اسکی مثال آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سوا کسی نبی میں نہیں ملتی۔

جب ہم اپنی زبان سے آپ کو مسیح موعود کے لقب سے یاد کرتے ہیں۔ تو ہم اس امر کا اقرار کرتے ہیں۔ کہ آپ وہ نبی ہیں جو موعود تھے۔ اور جن کے ساتھ شیطانی اور طاغوتی طاقتوں کی جنگ ہونی مقدر تھی۔ جن کی قوت قدسی سے دجال ٹکڑے ٹکڑے کر دیا جائیگا۔

اگر ایسے عظیم الشان نبی کے منکرین کفر و ضلالت کی چادروں میں ملفوف نہیں ہیں۔ تو وہ اور کیا ہیں۔ جن کی قوت سامعہ۔ جن کی قوت باصرہ۔ جن کی قوت فکریہ۔ جن کی قوت حسیہ تباہ ہو چکی ہو۔ اور جو ایک بے جان اور مردہ لاش کی طرح ہیں۔ ان کو زندہ سمجھنے والے خود مردہ نہیں تو اور کیا ہیں۔ ظلمت کی قبروں میں پڑے ہوئے مردے جن کو زندہ نظر آئیں۔ ان کو کوئی شخص سلیم العقل قرار نہیں دے سکتا۔

اس لئے ایسے لوگ جو منکرین مسیح موعود علیہ السلام کو کامل الایمان قرار دیتے ہیں۔ مجھے ان کی حالت پر یقین کامل عطا ہؤا۔ کہ یہ لوگ واقعی اپنی قوت فکریہ کو کھو چکے ہیں

پھر میں نے نظام خلافت

پر غور کیا۔ مجھے پہلے سے زیادہ ایک یقین اور ایمان خلافت کی حقانیت پر دیا گیا۔ اور میں نے ایک نئی بصیرت کیساتھ جانا۔ کہ دنیا کا کوئی نظام نظام خلافت کے نظام کے سوا درست نہیں۔ یہی وہ نظام ہے۔ جو سید الانبیاء کے بعد منشاء الٰہی سے جاری ہؤا۔ اور یہی وہ نظام ہے۔ جو حضرت مسیح موعود ع کے بعد علیٰ منہاج نبوت جاری ہؤا۔ پس خلافت سے انحراف کے معنی یہ ہیں۔ کہ ہم خدا تعالیٰ کے مقرر کردہ نظام کو چھوڑ کر اپنے نفس کی خواہش کے مطابق ایک نظام اور آئین بنانا چاہتے ہیں۔ جو باطل ہے۔ اس طرح مجھے اپنے عقائد کی درستی اور صحت کا یقین کامل عطا ہؤا۔ اور میرے قلب پر اس امر کی سکینت نازل ہوئی۔ کہ میں اللہ تعالیٰ کے حضور اس لحاظ سے شرمندہ نہ ہوں گا۔ اسی قسم کے خیالات میرے دماغ میں موجزن رہتے تھے۔ (باقی)

خلافت ثانیہ

(نتیجہ فکر ڈاکٹر عبدالحی صاحب عارف بھاگلپوری)

خدا نے حضرت محمود کو ثانی خلافت دی	دیا عرفان قرآں نور ایماں اور حکمت دی
خبر دی تھی خدا نے جسکی وہ فضل عمر ہیں آپ	تھا مژدہ جنکے بارے میں نبی کے وہ پسر ہیں آپ
ہوئی قائم خلافت آپکی اک انقلاب آیا	نظام دعوت و تبلیغ میں دور شباب آیا
مبلغ اور مجاہد سینکڑوں ہیں کر رہے پیدا	جمال دیں پہ جو اغیار کو ہیں کر رہے شیدا
کئے ارسال پیغام خدا اقصائے عالم میں	نصب وحدت کے پرچم کر دیئے پنہائے عالم میں
یہ محکم سلسلہ تبلیغ کا ہر سمت جاری ہے	مسلماں ہو رہا ہے ایک عالم فضل باری ہے
فرنگستان میں لہرا دیا اسلام کا پرچم	کیا ہے ملت بیضا کو امریکہ میں ہی محکم
عرب حیفا، فلسطین میں ضیائے دیں کو پھیلایا	اٹالی اور افریقہ میں صوت حق کو پہنچایا
سواد مصر کابل ماریشش ہو صل بخارا ایں	سماوی نور کو چمکا دیا رنگون و جاوا ایں
ملایا چین و جاپان میں خدا کا نام پہنچایا	مسیح عصر کا ہر ملک میں پیغام پہنچایا

قادیان

مسلمانو اٹھو جاگو خدارا قادیاں آؤ	خدا کی قدرتوں کو دیکھنے دارالاماں آؤ
زمین قادیاں کیا ہے سراج نور وحدت ہے	منور ہو رہا جس سے جہان کفر و ظلمت ہے
یہ بستی فضل باری سے زمیں پر مثل جنت ہے	خدا والوں کی معیت سے روشن بزم ملت ہے
زمین قادیاں سے چشمۂ توحید جاری ہے	یہ قریہ ہر طرح سے مورد الطاف باری ہے
مقام امن و راحت ہے یہ پر ادبار عالم میں	یہاں سے جاتے ہیں اسلام کے آثار عالم میں
خدا کے فضل و برکت سے زمیں جنت نشاں ہے یہ	یہی ہے مسکن عیسیٰ چہارم آسماں ہے یہ

سیرت المہدی کا ایک ورق

روایات مفتی فضل الرحمٰن صاحب مرحوم

(بتوسط صیغہ تالیف و تصنیف قادیان)

اس کے بعد ۱۹۰۵ء میں جب زلزلہ آیا۔ تو ان دنوں میں نے طب چھوڑ دی تھی۔ اور حضرت مولوی صاحب رضؓ سے کہتا رہتا تھا۔ کہ یہ دوسرے کا روگ اپنی جان کو لگا لینا یہ بھی کوئی کسب ہے۔ گو حضرت قبلہ مولوی صاحب رضؓ مجھے اس سے منع کرتے تھے۔ مگر میں انکاری تھا۔ انہی ایام میں زلزلہ آ گیا۔ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام گاؤں سے باہر باغ میں تشریف لے گئے۔ اور بعض دیگر احباب بھی ساتھ ہی باغ میں چلے گئے۔ میں نے حضورؑ کو لکھا کہ مجھے بھی باہر آنے کی اجازت دی جائے۔ حضورؑ نے فرمایا۔ آپ وہیں ٹھیریں۔ میں نے لکھا۔ کہ ما کان اللہ لیعذبھم و انت فیھم۔ مجھے ڈر لگتا ہے۔ حضور علیہ السلام نے لکھا۔ کہ اگر تمہارا یہ خیال ہے۔ تو فوراً باہر چلے آؤ۔ چنانچہ میں نے بھی باغ کے شمالی کنارے پر جا ڈیرا لگایا۔ اپنا گھوڑا اور گائے بھی ساتھ تھے۔ اور چند طالب علم بھی ہمارے ہاں کھانا کھایا کرتے تھے۔ انہی ایام میں حضرت میر محمد اسحاق صاحب کو نمونیا ہو گیا۔ اور تمام ڈاکٹر اور حکیم جمع ہو گئے۔ ایک دن حضور علیہ السلام نے سب کی میٹنگ کی۔ اور فرمایا۔ کہ درد کو آرام نہیں ہوتا۔ اس لئے بہت تشویش ہے۔ سب لوگ باغ کے درمیان جو شہ نشین ہے۔ اس پر بیٹھے ہوئے تھے۔ اور کچھ ارد گرد کھڑے تھے۔ میں بھی حاضر تھا۔ تو مشورہ کے دوران میں میں نے حضرت قبلہ مولوی صاحب رضؓ سے آہستہ سے کہا۔ کہ اگر یہ یہ دوائیں دی جائیں۔ تو انشاء اللہ درد اور کھانسی کو آرام آ جائے گا۔ حضور انور نے میری طرف دیکھ کر حضرت مولوی صاحب رضؓ سے فرمایا۔ کہ میاں فضل الرحمٰن کیا کہتے ہیں۔ اس پر حضرت مولوی صاحب قبلہ رضؓ نے عرض کیا۔ کہ حضور دوائی یہ بتلاتا ہے۔ اور یہی گمان ہے۔ کہ اس سے آرام ہو جائے گا۔ اس پر حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ جاؤ جا کر بنا لاؤ۔ صبح کا وقت تھا۔ میں تین پڑیاں لایا۔ اور حضرت مولوی صاحب رضؓ کے ہاتھ میں دیدیں۔ کہ ایک اب ایک دوپہر اور ایک شام کو اس طرح دی جائے۔ حضور علیہ السلام وہ پڑیاں لیکر اندر تشریف لے گئے۔ مغرب کی نماز کے وقت آ کر فرمایا۔ کہ میاں تمہاری دوائی سے تو بہت آرام ہے۔ رات کے وقت تین پڑیاں اور دے دو۔ میں نے لا کر پیش کر دیں۔ صبح جب حضور علیہ السلام شہ نشین پر آ کر بیٹھے۔ تو حضرت قبلہ مولوی صاحب رضؓ سے فرمایا۔ کہ اس دوائی سے بہت فائدہ ہوا ہے۔ اب درد بالکل نہیں۔ ان کی تشخیص معلوم ہوتا ہے۔ کہ بہت اچھی ہے۔ حضرت مولوی صاحب رضؓ کو موقع مل گیا۔ عرض کیا۔ کہ حضور تشخیص اور تدبیر تو بہت اچھی ہے۔ مگر یہ سب کچھ چھوڑ بیٹھا ہے۔ فرمایا۔ کیوں؟ عرض کیا یہ کہتا ہے۔ کہ دوسرے کا روگ اپنی جان کو لگانا کونسی عقلمندی ہے۔ یہ سنکر حضور پھر اٹھ کر اندر تشریف لے گئے۔ دوسرے دن صبح نماز پڑھ کر حضور فوراً تشریف لے گئے۔ اور تھوڑی دیر کے بعد مجھے بلا بھیجا۔ آپ اس وقت اس سڑک پر ٹہل رہے تھے۔ جو بہشتی مقبرہ کے شمال کی طرف ہے۔ حضور علیہ السلام نے مجھے مخاطب کر کے ایک لمبی تقریر فرمائی۔ جس کا ماحصل یہ تھا کہ قرآن شریف میں آیا ہے۔ ان ما ینفع الناس فیمکث فی الارض۔ جس شخص سے لوگوں کو بہت نفع پہنچتا ہے۔ اس کو ہم دیر تک زمین پر رکھتے ہیں۔ علم طب عجیب نافع الناس علم ہے۔ جو شخص چاہتا ہے۔ کہ لمبی عمر پائے۔ اس کو اس علم سے فائدہ اٹھانا چاہیئے۔ ہاں نیت یہ ہو۔ کہ مجھ سے لوگوں کو نفع پہنچے۔ پس تم لائق طبیب ہو۔ تمہاری تشخیص اعلےٰ ہے۔ علاج عمدہ کر سکتے ہو۔ تم ہمارے حکم سے طب کرو۔ اللہ تعالےٰ تمہارے ہاتھ میں شفا رکھے گا۔ اور تمہاری عمر بھی لمبی کرے گا۔ اور تمہارے ذریعے لوگوں کو بھی نفع پہنچے گا۔ ہم تمہارے لئے دعا بھی کریں گے۔ آگے بھی کرتے رہے ہیں۔ انشاء اللہ تمہارے ہاتھ میں شفا ہو گی۔

اسی دوران میں جبکہ ایک دن سب ڈاکٹر جمع تھے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ کہ آپ لوگوں نے میاں فضل الرحمٰن کی بیوی کے متعلق کچھ فتویٰ لگایا تھا۔ ذرا اسکو پھر دیکھو اور تشخیص کرو۔ یہ لوگ میرے تنبو میں تشریف لائے۔ اور دیکھ کر کہنے لگے۔ کہ ہم نے کس جگہ بخارے بتلائے تھے۔ میں نے عرض کیا۔ کہ مریضہ آپ کے سامنے ہے۔ پھر حضور انور کے سامنے آ کر کہنے لگے۔ کہ اس وقت تو سارا پھیپھڑا بالکل صحیح سلامت ہے۔ فرمایا۔ ہمارے خدا کو تو یہ بھی طاقت ہے۔ کہ پرانا پھیپھڑا نئے سرے سے بدل دیوے۔ چنانچہ اس کے بعد وہ ۱۹۱۷ء تک زندہ رہی۔ اور اس کو کبھی کھانسی تک بھی نہیں ہوئی۔

خوابوں کی تعبیروں کے متعلق فرمایا کرتے تھے۔ کہ ایسے شخص سے تعبیر پوچھنی چاہیئے۔ جو عمدہ تعبیر بتلا سکے۔ مجھے ایک دفعہ خواب میں دکھلائی دیا۔ کہ میری بیوی کے ساتھ کوئی نوجوان چمٹ کر سویا ہوا ہے۔ مجھے سخت غصہ آیا۔ میں علی الصبح اٹھ کر دروازہ پر پہنچا۔ اور دادی ملازمہ کو آواز دی۔ حضور انور باہر تشریف لائے۔ اور فرمایا میاں فضل الرحمٰن کیا ہے؟ میں نے عرض کیا۔ حضور میں نے خواب دیکھا ہے۔ اس کے بعد رات بھر نہیں سویا۔ فرمایا۔ خیراً لنا و شراً لاعدائنا بتلاؤ۔ میں نے عرض کیا۔ کہ حضور میں نے رات دیکھا ہے۔ کہ کوئی نوجوان برہنہ میری بیوی کے ساتھ لپٹ کر سویا ہوا ہے۔ فرمایا تمہارے گھر میں حمل ہے؟ عرض کیا ہاں فرمایا لڑکا ہو گا۔ اور اسکو تم نوجوان دیکھو گے۔ سنکر میں واپس آ گیا۔ گلی میں حضرت قبلہ مولوی صاحب رضؓ ملے۔ مجھے دیکھ کر فرمانے لگے۔ کیوں میاں۔ خیر ہے؟ میں نے کہا۔ رات خواب دیکھا تھا۔ حضورؑ کو سنانے گیا تھا۔ فرمایا کیا ہمیں بھی سناؤ۔ میں نے سنا دیا۔ فرمایا حضرت صاحب نے یہی بتایا ہے نہ کہ تمہارے گھر میں لڑکا ہو گا۔ تم تو آگ بگولہ ہو گئے ہو گے۔ بچہ نوجوان برہنہ بچہ ماں کا محرم ہوتا ہے۔ اور وہ اس سے چمٹ کر ہوتا ہے۔ انشاء اللہ بچہ ہو گا۔ اور تمہاری زندگی میں جوان ہو گا۔ اس کے بعد وہ بچہ پیدا ہوا۔ اور آج کل اولاد والا ہے۔ فالحمد للہ رب العالمین۔

یہی بچہ جب تین سال کا ہوا۔ تو اسکو ٹائیفائڈ ہو گیا۔ عید البقر کے دن اسکی حالت نہایت نازک ہو گئی۔ اس طرح جس طرح پہلے بچہ کی۔ نماز عید کا وقت قریب تھا۔ اسکی ماں نے کہا۔ کہ جاؤ۔ حضور سے عرض کرو۔ کہ اسکو دیکھ لیں۔ پھر آپ عید پر تشریف لے جائیں گے۔ میں دوڑا ہوا دروازہ پر گیا۔ خدا کی قدرت ڈاکٹر محمد حسین شاہ صاحب اور ڈاکٹر یعقوب بیگ صاحب دروازہ پر کھڑے تھے۔ اس وقت حضورؑ بھی تشریف لائے۔ مجھے فرمایا۔ میاں تمہارے بچہ کا کیا حال ہے۔ عرض کیا۔ حضور حالت خراب ہے۔ ایک دفعہ پھر حضور دیکھ لیں۔ فرمایا جاؤ ڈاکٹر صاحبان کو لے جاؤ۔ میں یہیں کھڑا ہوں۔ ڈاکٹر صاحبان میرے ساتھ گئے۔ اور بچہ کو ماں کی گود میں دیکھ کر شاہ صاحب نے تو وہیں کہہ دیا۔ کہ اسکو دوائی دینے کی بھی تکلیف کیوں دیتے ہو۔ اسکی آخری حالت ہو گئی ہے۔ اسکی ماں رونے لگی۔ اور میں ان کے ساتھ ہی باہر چلا آیا۔ حضور اس وقت دروازہ پر کھڑے تھے۔ فرمایا کیوں میاں؟ عرض کیا حضور یہ تو کہتے ہیں۔ اب اسکو دوائی کی بھی تکلیف کیوں دیتے ہو۔ وقت نازک ہے۔ فرمایا۔ یونہی کہتے ہیں۔ ان کو کیا علم۔ جاؤ کیوڑا اور کاڑھا پلاؤ۔ ہم عید میں دعا کریں گے۔ وہ اچھا ہو جائے گا۔ خدا تعالیٰ نعم البدل واپس نہیں لیا کرتا۔ میں اسی وقت کا غانی صاحب کی دوکان سے کیوڑا گاؤ زبان کی بوتل لے کر گھر دے آیا۔ اور کہا۔ کہ حضورؑ نے فرمایا ہے۔ کہ یہ پلاؤ۔ ہم عید میں جا کر دعا کریں گے یہ اچھا ہو جائے گا۔ تم پلاتی رہو۔ میں بھی عید میں چلا ہوں۔ چنانچہ جب میں عید پڑھ کر واپس آیا۔ تو وہ ماں کی گود میں بیٹھا تھا۔ اور کھیل رہا تھا۔

۱۹۰۷ء میں میرے گھر میں دوسرا لڑکا عبد الحفیظ تولد ہوا۔ سردیوں کا موسم تھا۔ اور ان ایام میں کثرت سے بچہ والی عورتیں مرض کزاز سے فوت ہو رہی تھیں۔ چنانچہ جب بچہ غالباً تیس دن کا ہوا۔ تو عصر کے وقت میری بیوی نے کہا۔ میری گردن کے پچھلے حصہ میں درد ہو رہا ہے۔ میں نے حضرت مولوی صاحب رضؓ سے عرض کیا۔ آپ نے فرمایا۔ حب شفا کھلاؤ۔ جب میں اس کے پاس لے کر گیا۔ تو اس نے پوچھا۔ کس نے دی ہے؟ میں نے کہا۔ کہ حضرت مولوی صاحب نے۔ کہنے لگی۔ کہ جاؤ۔ حضرت صاحب سے جا کر عرض کرو۔ حضورؑ نماز عصر سے فارغ ہوئے۔ تو میں نے عرض کی۔ فرمایا۔ یہ تو بڑی خطرناک مرض ہے۔ جلدی سے اسے دس رتی ہینگ دے دو۔ اور مجھے دو گھنٹہ کے بعد اطلاع دو۔ دو گھنٹہ میں اسکی تکلیف زیادہ ہو گئی۔ میں پھر حاضر ہوا۔ فرمایا۔ جلدی دس رتی کونین دے دو۔ اور مجھے دو گھنٹہ کے بعد پھر اطلاع دو۔ عشاء کے قریب میں پھر حاضر ہوا۔ عرض کی۔ کونین سے بھی کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ فرمایا دس رتی مشک دے دو۔ میں نے عرض کیا۔ کہاں سے لاؤں؟ تو اندر سے ایک مٹھی بھر کر مشک لے آئے۔ میرے پاس کوئی چیز نہ تھی۔ میں نے کرتہ کے دامن کو آگے کیا۔ آپ نے فرمایا جلدی وزن کر کے دس رتی دے دینا۔ میں نے آ کر وزن کیا اور دیدی۔ مریضہ نے بیان کیا۔ کہ گردن کھچ گئی ہے۔ اور تکلیف بڑھ گئی ہے۔ اب مجھے مت بلاؤ۔ میں گھبراہٹ میں پھر گیا۔ صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب کے دالان میں لکڑی کی سیڑھی تھی۔ میں جلدی جلدی بدحواس ہو کر چڑھتا چلا گیا۔ آپؑ نے اوپر سے آواز دی۔ میاں فضل الرحمٰن عرض کیا حضور۔ حالت بہت خراب ہو گئی ہے۔ فرمایا جلدی

دس تولہ کسٹرائیل دے دو۔ اور پھر دو گھنٹہ کے بعد اطلاع دو۔ کسٹرائیل پلانے کے چند منٹ بعد اس کو ایک شدید قے ہوئی۔ پھر وہ چارپائی پر لیٹ گئی۔ آنکھیں کھلی رہ گئیں۔ اور منہ بھی کھل گیا۔ سانس خطرناک طور پر چل رہا تھا۔ گردن پیٹھ کی طرف کھچ گئی تھی۔ ایسی ڈراونی حالت دیکھ کر میں بہت پریشان ہو گیا۔ قریباً ایک یا دو بجے کا وقت ہو گیا۔ اسی بدحواسی میں میں پھر بیہوشوں کی طرح سیر حبول پر پہنچا۔ آواز سنکر دروازہ پر تشریف لائے۔ فرمایا کیوں۔ میں نے رو رو کر حالت عرض کی۔ فرمایا تسلی رکھو۔ دنیاوی ہتھیار تو سب چلائے۔ اب ایک ہتھیار دعا کا باقی ہے۔ تم جاؤ۔ میں سجدہ سے سر تب اٹھاؤں گا۔ جب وہ اچھی ہو جائے گی۔ میں گھر میں آیا۔ بچے سوئے ہوئے تھے۔ لیمپ جلتا تھا۔ اس کا چہرہ دیکھا نہ جاتا تھا۔ سخت ڈراونا تھا۔ سانس کی آواز دور تک سنائی دیتی تھی۔ دالان میں پڑی تھی۔ میں ایک چھوٹی سی چارپائی لے کر اندر کی کوٹھڑی میں پڑ رہا۔ کہ جب اللہ کے مامور نے خود ذمہ لیا ہے۔ کہ میں تب سر اٹھاؤں گا۔ جب وہ اچھی ہو جائے گی۔ تو اب مجھے کیا فکر ہے۔ میں پڑ کر سو گیا۔ میری پائنتی کی طرف دیوار پر سا تھ کچھ برتن رکھے ہوئے تھے۔ ان کی آہٹ سے صبح کو میری نیند کھل گئی۔ میں نے پوچھا کیا حال ہے؟ کہنے لگی۔ کہ میری حالت بہت نازک ہو گئی تھی۔ میں سب کچھ دیکھتی اور سمجھتی تھی۔ کہ کب آپ اندر آکر سو رہے۔ مگر بول نہیں سکتی تھی۔ قریباً دو گھنٹہ میں اسی حالت میں پڑی رہی۔ کہ یکدم افاقہ شروع ہو گیا۔ اور اب میں خدا کے فضل سے اچھی ہوں۔ گردن میں خفیف سا درد ہے۔ جو شروع میں ہوا تھا۔ میں اسی وقت حضورؑ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ فرمایا دو گھنٹہ کی متواتر دعا سے مجھے ایک گونہ تسلی ہو گئی تھی۔ الحمد للہ کہ اچھی ہے۔

اس کے بعد مجھے صرف ایک واقعہ اور عرض کرنا ہے۔ اور وہ حضور علیہ السلام کے وصال کے دنوں کا ہے۔ جب حضور انور لاہور تشریف لے گئے۔ تو میں حضورؑ کے کام امرت سر گیا ہوا تھا۔ مجھے آپ نہر کے پل پر ملے۔ فرمایا۔ کہ ہمارا ارادہ لاہور جانے کا ہو گیا ہے۔ یہ پھل اور سبزی جو تم لائے ہو۔ اپنے بچوں کو دے دو۔ اور خود محمود (حضرت خلیفہ ثانی ایدہ اللہ) کی گھوڑی لے کر آجاؤ۔ ہم کل کا دن بٹالہ میں ٹھیریں گے۔ اور گھوڑی آپ نے لاہور لے جانی ہے۔ خیر میں گھوڑی لے کر بٹالہ پہنچا۔ رات کو فرمایا۔ کہ ہم صبح سوار ہو جائیں گے۔ آپ گھوڑی لے آنا۔ میں بھی علی الصبح سوار ہو کر گاڑی کے ۱۲ بجے لاہور پہنچنے تک سٹیشن لاہور پر پہنچ گیا۔ حضور علیہ السلام پلیٹ فارم پہ اترے۔ مصافحہ کیا۔ فرمایا۔ تم بھی پہنچ گئے؟ خیر احمدیہ بلڈنگس میں قیام ہوا۔ فرمایا گھوڑی تمہارے ذمہ ہے۔ چند روز کے بعد حضور علیہ السلام مع اہلبیت شالامار باغ تشریف لے گئے۔ مجھے اور بھائی عبد الرحمٰن صاحب قادیانی اور مفتی محمد صادق صاحب کو بھی ساتھ چلنے کو فرمایا۔ شالامار باغ پہنچ کر مستورات تو نچلے حصہ باغ میں سیر کو چلی گئیں۔ اور مفتی صاحب ڈاک لکھنے بیٹھ گئے۔ حضور انور ٹہل رہے تھے۔ کہ بھائی عبد الرحمٰن صاحب قادیانی نے عرض کیا۔ کہ حضور میرا مکان قادیان کے ایک کنارہ پر ہے۔ حکم ہو۔ تو بال بچوں کو لے آؤں۔

حضور نے فرمایا۔ ذرا ٹھہرو۔ پھر پھرتے پھراتے مفتی صاحب کے قریب تشریف لائے۔ اور مجھ سے کہا۔ میاں کیا اچھا ہو۔ کہ تم کو نہ جانا پڑے۔ اور تمہارے گھر والے یہاں آجائیں۔ میں نے عرض کیا۔ لکھ دوں گا۔

حضور ۱۱ - ۱۲ بجے تک وہاں رہے۔ پھر واپس شہر میں تشریف لے آئے۔ کھانا کھایا۔ آرام کیا۔ اور ظہر کی نماز پڑھی۔ ابھی نماز پڑھ کر حضور تشریف رکھتے تھے۔ کہ باہر سے مولوی محمد احسن صاحب نے آکر کہا۔ کہ تعجب کی بات ہے۔ کہ کسی شخص نے قادیان میں لکھ دیا ہے۔ کہ مفتی فضل الرحمٰن خطرناک بیمار ہے۔ بیوی بچے سٹیشن پر رو رہے ہیں۔ فرمایا۔ کون آیا ہے؟ انہوں نے عرض کیا۔ کہ میاں غلام قادر سیالکوٹی۔ حکم دیا۔ بلاؤ۔ وہ اندر آئے۔ تو آپ نے فرمایا۔ کیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا۔ کہ حضور مفتی فضل الرحمٰن کے گھر میں کل خط پہنچا۔ کہ وہ سخت بیمار ہے۔ بچنے کی امید نہیں۔ وہ صبح میری ہمشیرہ کو ساتھ لے کر میرے پاس آئیں۔ کہ مجھکو لاہور پہنچا دو۔ میں ان کو لے آیا ہوں۔ اس پر حضور خوب ہنسے۔ فرمایا۔ تم تو زندہ ہو۔ مگر ہم نے کہا تھا۔ کیا اچھا ہو۔ کہ تم کو نہ جانا پڑے۔ اور تمہارے گھر والے یہاں آجائیں۔ سو خدا نے ان کو بھیج دیا۔

ترک وفد نے ایک سچائی کا اظہار کیا

ہندوستان میں ترکوں کے وفد کے آنے سے ایک بہت بڑا فائدہ یہ ہوا۔ کہ ہندوستان کے مسلمان ترکوں کی حالت پر جو ایک ملمع سازی کا پردہ ڈالے رکھا کرتے تھے۔ وہ خود بخود چاک ہو گیا۔ اور انہوں نے اس بات کی پروا نہ کرتے ہوئے کہ ہندوستان کے مسلمان ان کو کیا کہیں گے۔ یا دوسرے مذاہب کے لوگوں کے سامنے وہ جو لن ترانیاں ہانکا کرتے تھے۔ اب ان کو کیا منہ دکھائینگے۔ انہوں نے حقیقت الامر کا اظہار کر دیا۔ کہ وہ سب سے پہلے ترک ہیں۔ اسلام بے شک ان کا مذہب ہے۔ مگر یہ ان کی پرائیویٹ چیز ہے۔ اور یہ کہ انہوں نے عربی رسم الخط کو مٹا دیا ہے۔ اور پردہ کو اڑا دیا ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔ یہ سب امور ان کے مذہب سے دوری اور بُعد کا ایک کھلا کھلا نشان تھے۔ مگر ہندوستان کے مسلمان یہی کہتے جاتے تھے۔ کہ نہیں جناب ترک تو اسلام کے یوں فدائی ہیں۔ اور اس طرح مرتے اور فدا ہوتے ہیں۔ جو لوگ اس حقیقت سے آشنا تھے۔ وہ مسلمانانِ ہند کے شور و غوغا سے ڈرتے ہوئے خاموش تھے۔ مگر اب حقیقت طشت ازبام ہو چکی۔ اسلئے ہندوستانی مسلمانوں کو اس سے ایک سبق لینا چاہیئے۔ اور وہ یہ کہ جب تک وہ اسلام کی خدمت کے لئے صحیح ذرائع کو استعمال نہیں کریں گے۔ محض ملمع سازی کی کوششوں سے وہ لوگوں کے سامنے سرخرو نہیں ہو سکتے۔ اور ان کو یہ بھی جان لینا چاہیئے۔ کہ اسلام کسی قوم کا رہین منت نہیں۔ بلکہ جن قوموں کو اسکی خدمت کی سعادت حاصل ہوتی ہے۔ وہ اپنی رستگاری کا ذخیرہ پیدا کر لیتی ہیں۔ ترکوں نے ایک لمبے عرصے تک اسلام کی خدمت کی ہے۔ اس لئے ان کی ان خدمات سابقہ کی وجہ سے ہم کو اب بھی ان سے ہمدردی ہے۔ نیز وہ ایک بہادر قوم ہیں۔ اسلئے ہم یقین رکھتے ہیں۔ کہ جب ان کو اپنی غلطیوں سے آگاہی ہوگی۔ وہ اسی مجاہدانہ سرفروشی سے اسلام کی خدمت کے لئے تیار ہو جائیں گے۔ اور ہم کو تو وہ اسلئے بھی اچھے معلوم ہوتے ہیں۔ کہ ان کی تعصب کی تختی صاف ہو چکی ہے۔ وہ ایسے اثر سے نکل چکے ہیں۔ جو ان کو اسلام کے درست مسائل کے سمجھنے کے راستے میں روک بنا بیٹھا تھا۔ اس لئے اللہ تعالےٰ جب چاہے گا۔ ان کو سچے اسلام کی طرف راہنمائی ہو جائے گی۔ جو حضرت احمد علیہ السلام کے ذریعہ سے دوبارہ ثریا سے اتارا گیا۔ خدا کرے۔ کہ ان کو جلد اس قبولیت حقہ کی توفیق ملے۔ اور وہ پھر اسی سرفروشانہ رنگ میں خدمت دین کے لئے آگے بڑھیں۔

مولوی محمد علی صاحب اور پانچہزار سپاہی

کچھ عرصہ سے مولوی محمد علی صاحب امیر المنکرین کو اپنی سچائی کے اظہار کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس کشف کو اپنے اوپر چسپان کرنے کا بڑا شوق ہے۔ جس میں آپؑ کو پانچ ہزار سپاہی دئیے گئے ہیں۔ چونکہ منکرین خلافت کی تعداد صرف پانچ ہزار ہی ہے۔ اسلئے وہ اس تعداد کو اپنی سچائی کی ایک دلیل ٹھیرا رہے ہیں۔ یہ بالکل ایسی ہی بات ہے۔ جیسے کہتے ہیں۔ کہ ایک عرب نے جس کا نام "لا" تھا۔ نبوت کا دعویٰ کیا۔ جب اس سے اس بات کا ثبوت مانگا گیا۔ تو اس نے کہا۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ "لا نبی بعدی" یعنی میرے بعد "لا" نبی ہوگا۔ یہ مولوی صاحب کی خوش فہمی ہے۔ کہ پانچہزار مردوں عورتوں کی مردم شماری کا نام پانچ ہزار سپاہی رکھ لیا ہے۔ جناب مولوی صاحب اگر اس سے مراد تعداد ہی ہے۔ تو پھر سب سے پہلے یہ تعداد اسی وقت پوری ہوئی جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام خود دنیا میں موجود تھے۔ اور ان کو ماننے والے پانچہزار ہو گئے تھے۔ یا پھر خلافت اولیٰ میں پوری ہونی چاہیئے۔ یا پھر خلافت ثانیہ میں۔ یہ تو کوئی معقول بات نہیں۔ کہ ایک شخص جماعت میں تفرقہ پیدا کر کے سلسلہ کے مرکز۔ سلسلہ کی خلافت اور سلسلہ کے تمام خصائص سے الگ ہو کر ایک منشق گروہ کا لیڈر بن بیٹھے۔ اور وہ اپنے آپ کو محض ایک لفظی مناسبت پر وہ بھی معلوم نہیں درست ہے یا کہ نہیں۔ اپنے آپ کو موردِ الطاف الٰہی قرار دینے لگے۔

موٹی بات ہے۔ کہ پانچہزار سپاہی تو کئی ہزار افراد کی تعداد ہو۔ تو ان میں سے ہی مل سکتے ہیں۔ پانچ ہزار کی نفری سے پانچ ہزار سپاہی پیدا نہیں ہو سکتے۔ پھر آپ تو اس نصرت الٰہیہ کے کبھی بھی مستحق نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ سلسلہ کے تباہ کرنے کے لئے جو غدارانہ فعل آپ نے کیا۔ خلافت کو مٹانے کے لئے جو سر توڑ سعی آپ نے کی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خصائص کو مٹانے کے لئے جو کچھ جدوجہد کی۔ وہ آپ کر بھول تو نہیں گیا۔ آپ کو یاد ہی ہے۔ اور اب تک اپنی کوششوں سے تھکے بھی نہیں۔ بلکہ ہمہ تن مشغول ہیں۔ اور آپ کے ساتھ جو پانچہزار افراد ہیں۔ وہ بھی آپ کے نقش قدم پر چل رہے ہیں۔ گویا کہ یہ لوگ سلسلہ کے خطرناک دشمن ہیں۔ پھر ان سپاہیوں کا مطلب تو یہ ہوا۔ کہ خدا تعالےٰ نے یہ سپاہی آپ کو اس سلسلہ کے مٹانے کے لئے دیئے ہیں۔ جس سلسلہ کو اسی نے اپنے ہاتھ سے قائم کیا تھا۔ (نعوذ باللہ)

حقایق ومعارف

(مرتبہ حضرت عرفانی کبیر)

سورہ ہود رکوع ۹

عام مطالب یوں تو قرآن مجید کی ہر آیت اور ہر لفظ اپنے اندر لاانتہا حقایق و معارف رکھتا ہے۔ لیکن یہ رکوع بعض خصوصیات کے لحاظ سے بہت ہی اہم مطالب پر مشتمل ہے۔ اس میں بتایا ہے۔

(۱) انبیاء علیہم السلام کے متبعین میں جب نفسانیت غالب آ جاتی ہے۔ تو باوجود خدا کی کتاب موجود ہونے کے اختلاف کرتے ہیں۔ اور اس اصل کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم کے واقعہ سے سمجھایا۔ اور اس طرح پر در اصل یہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو مسلمانوں کے باہمی اختلاف کی خبر دی ہے۔

(۲) قومی ترقی کے کیا اصول ہیں۔ اور کس طرح ان پر عمل کیا جا سکتا ہے؟ اسکی طرف توجہ دلائی ہے۔ اصولی اور مقدم بات یہ ہی کہ ہر فرد خود مستقیم الاحوال ہو۔ اور ہر فرد کی استقامت کی نگرانی کرے۔ قوم کی طرف سے غفلت نہ کرے۔

(۳) قومی ترقی میں یہ امر عارج ہوتا ہے۔ کہ قوم کے افراد ان لوگوں سے تعلق رکھیں۔ جو ظالم ہیں۔ اس لئے بتایا ہے۔ کہ ایسے لوگوں سے کسی قسم کا تعلق نہ رکھو۔ ورنہ اس کا نتیجہ عذاب ہوگا۔ اور اس سے بچاؤ کی کوئی صورت نہ ہو سکے گی۔

(۴) ظالموں سے عملی انقطاع کے علاوہ دعاؤں سے کام لو۔ کہ ہر قسم کی توفیق اللہ تعالے کے فضل ہی سے ملتی ہے۔ چونکہ اتنی بڑی ذمہ داری کہ مومن خود مستقیم الاحوال ہو۔ اور دوسروں کی استقامت کا نگران ہو۔ مجرد انسانی کوششوں سے پوری نہیں ہو سکتی۔ اس لئے دعا کی طرف متوجہ کیا ہے۔ اور مومن کا معراج نماز ہی ہے۔ اس لئے نماز اور اس کے اوقات کی طرف توجہ دلائی۔

(۵) دنیا میں ہر قسم کے فساد سے روکنے کی ہدایت کی۔ ایسے مومن اور مسلم کی شان سے یہ بعید ہے۔ فسادات کے اسباب اور جڑ یہی تباہی ہے۔ اور وہ مال و دولت کی طرف جھک پڑتا ہے۔

(۶) عذاب الٰہی کبھی اس قوم یا بستی پر نہیں آتا۔ جس کے رہنے والے نیکوکار ہوں۔

(۷) عام اختلاف دنیا سے مٹ نہیں سکتا اور امت واحدہ نہیں بن سکتی۔ اس لئے کہ یہ خدا تعالےٰ کی نہاں در نہاں مصلحتوں پر مبنی ہے۔ اور جب تک اختلاف نہ ہو امتیاز قائم نہیں ہو سکتا۔

(۸) قرآن مجید میں انبیاء علیہم السلام کے حالات و واقعات کے بیان کرنے کی حقیقت بتائی ہے۔ ان سے نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تسلی اور تثبیت قلب بھی ایک مقصد ہے اور اس کے ضمن میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر بطور پیشگوئی ان واقعات کا اظہار ہے۔ جو آپ کی امت کو پیش آنے والے ہیں۔

(۹) اس سورۃ کا خلاصہ بتایا ہے۔ کہ اس میں حق ہے۔ نصیحت کی باتیں ہیں۔ اور ذکر بھی ہے جو مومنوں کو ان کی ذمہ واریوں اور فرائض کو یاد دلاتی ہے۔

(۱۰) بالآخر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی کامیابی اور اپنے اعداء پر فتح و ظفر کی بشارت اور پیشگوئی ہے۔ اور بڑے زور اور شوکت کے ساتھ انکو اپنے مقابلہ میں ناکام رہنے سے ڈرایا ہے۔

یہ امور عشرہ میرے خیال میں اس رکوع میں بیان فرمائے ہیں۔ اور ان کی تفصیل یہ ہے۔ فرمایا۔

ولقد اٰتینا موسی الکتاب الآیۃ۔

اور ضرور ہم موسیٰ کو کتاب دے چکے ہیں۔ پھر اس میں اختلاف کیا۔ اور اگر تیرے رب کی طرف سے یہ فیصلہ پہلے نہ ہو چکا ہوتا۔ تو اللہ تعالیٰ ان میں فیصلہ کر دیتا۔ (یعنی ان کو تباہ کر دیتا) اور یقیناً یہ لوگ اس کے بارے میں شک میں پڑے ہوئے ہیں۔ ایسا شک جو مضطرب کر دینے والا ہے۔

فاختلف فیہ نبی کے بعد جب لوگ خود نبوت سے دور ہو جاتے ہیں۔ اور نفسانیت غالب آنے لگتی ہے تو نفس پرست لوگ کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اور جماعت میں تفرقہ پیدا کر دیتے ہیں۔ انبیاء علیہم السلام تو وحدت قائم کرنے کے لئے آتے ہیں۔ اور اللہ تعالےٰ ان کے ہاتھ پر ایک جماعت قائم کرتا ہے۔ مگر نفس پرست لوگ اس اتحاد کو توڑنے کی راہ نکالتے ہیں۔ اور یہ بہت بڑا جرم ہے۔ ایسا جرم کہ اگر اللہ تعالےٰ نے رحمتی وسعت کل شیء کا وعدہ نہ کیا ہوتا۔ تو مٹا ایسے مفسدوں کو تباہ و برباد کر دیتا۔

موسیٰ علیہ السلام کے بعد بعض لوگوں نے انکار کر دیا۔ کہ کتاب کوئی نہیں آسکتی۔ حالانکہ کتاب سامنے موجود تھی۔ یہ بھی ایک معنے فاختلف فیہ کے ہیں۔

شک منہ کتاب کے متعلق بھی ہو سکتا ہے۔ کتاب کے بارے میں شک میں پڑے ہوئے تھے۔ اور شک منہ کے یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں۔ کہ وہ جانتے تھے۔ کہ خدا تعالےٰ نے جب رحمتی وسعت کل شیء فرمایا ہے۔ تو باوجود اس وعدہ کے عذاب کیونکر آسکتا ہے۔

قومی ترقی کو روکنے والی چیز حضرت موسیٰ ؑ کی قوم کے اس واقعہ کو پیش کر کے اللہ تعالےٰ نے اس زہر کا ذکر کیا ہے۔ جو قومی حیات کو قطع کر دیتی ہے۔ اور مسلمانوں کو ڈرایا ہے۔ کہ کتاب اللہ کی موجودگی میں اختلاف نہ کرنا۔ باہمی اختلاف سے عداوتوں کا ایک سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ بقیہ صفحہ

لوگ اختلاف کی بنیاد اولاً دینی اصولوں کے رنگ میں رکھتے ہیں۔ یعنی معتقدات مذہبی کو آڑ بناتے ہیں۔ مگر اصل غرض کچھ اور ہوتی ہے۔ اس قسم کے اختلاف سے مخالفت اور عداوت کا بیج بو یا جاتا ہے۔ اور وہ قوم جس کو خدا کے نبی نے اکٹھا کیا تھا۔ اور ان میں اخوت اور بخشش سلسلہ قائم کیا تھا۔ باہم دشمن ہو جاتی ہے۔ اور اپنے وقار اور عظمت کو کھو بیٹھتی ہے۔ یہی چیز اس قوم کی ہلاکت کا موجب ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو اس سے ڈرایا۔ مگر اب مسلمانوں کی جو حالت ہے۔ وہ ظاہر ہے۔ مذہبی اختلاف شروع ہوا۔ اور اس نے اسلامی دنیا میں تفرقہ پیدا کر دیا۔

ایسے مفسدین کو فوراً سزا نہیں دی جاتی طبعاً سوال ہو سکتا ہے۔ کہ خدا تعالےٰ جو اپنے دین کا حافظ اور ناصر ہے۔ ایسے مفسدین کو کیوں فوراً سزا نہیں دے دیتا۔ تا ان کی ہلاکت دوسروں کے لئے عبرت کا موجب ہو جائے۔ اور حق ظاہر ہو جاوے۔ اس کا جواب خود اللہ تعالےٰ دیتا ہے۔ کہ لولا کلمۃ سبقت لقضی بینہم۔ اگر تیرے رب سے یہ فیصلہ نہ ہو چکا ہوتا۔ تو یقیناً ان میں فیصلہ کر دیا جاتا۔ یعنی ایسے مفسدین کو تباہ کر دیا جاتا۔ وہ فیصلہ کیا ہے؟ رحمتی وسعت کل شیء اور سبقت رحمتی علیٰ غضبی۔ لیکن یہ فیصلہ ان کو عذاب الٰہی اور سزا سے بچا نہیں سکتا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وان کلاً لما لیوفینہم ربک اعمالہم الآیۃ

اور یقیناً ان تمام کو ضرور تیرا رب ان کے اعمال کا پورا پورا بدلہ دیگا۔ یقیناً وہ ان کے اعمال سے باخبر ہے۔

اس آیت پر نحویوں اور مفسرین نے لما کے لفظ پر طبع آزمائیاں کی ہیں۔ قرآن مجید کے حقائق مستقلہ کے بیان کرنے کے لئے میں (عرفانی) اس پر کسی بحث کی ضرورت نہیں سمجھتا۔ آیت اپنے معنوں اور مفہوم کے لحاظ سے بالکل صاف ہے۔ کہ وہ لوگ جو نبی کی وفات کے بعد خدا کی قائم کردہ جماعت میں کسی راہ سے اختلاف پیدا کرتے ہیں۔ اور لوگوں کو شک میں ڈالتے ہیں۔ وہ اپنے اس فعل کی سزا سے بچ نہ سکیں گے۔ یہ بہت بڑا جرم ہے۔ اور خدا تعالیٰ اسکو نظر انداز نہیں کرے گا۔

اس آیت میں نیکیوں کی تحریک اور اس قسم کی مفسدانہ باتوں سے بچنے کے لئے یہ گر بتایا ہے۔ کہ انسان خدا تعالےٰ کی صفت خبیر پر ایمان رکھے۔ اور اس پر ایمان لائے۔ کہ انسان کا کوئی عمل بغیر بدلے کے نہیں چھوڑا جاتا۔ جزائے اعمال کا اصول انسان کو بہت ساری بدیوں سے بچا لیتا ہے۔ (باقی)

معذرت:۔ (۱) میں اپنی شدید بیماری کی وجہ سے جسکی تفصیل دوسری جگہ درج ہے۔ اخبار کو دیر سے شائع کر رہا ہوں۔ نمبر اور تاریخوں کی ترتیب قائم رکھنے کے لئے یہ نمبر اپنی تاریخوں کے لحاظ سے شائع ہو رہے ہیں۔ جن تاریخوں پر انکو شائع ہونا چاہیئے۔ تاخیر کا مسئلہ چونکہ میری طاقت اور قدرت سے باہر نکل چکا تھا۔ اسکے بارہ میں کچھ نہ کر سکا۔ آئندہ کے لئے اللہ تعالیٰ نے اگر توفیق دی تو میں جلد نمبروں کی اس کمی کو پورا کرنے کا عزم رکھتا ہوں۔ اس نمبر میں بعض مضامین ایسے بھی نظر آئیں گے۔ جن کا تعلق ہر وقت گزر چکا ہے سو مگر چونکہ یہ مضامین پہلے سے لکھے جا چکے تھے۔ اس لئے میں نے ان کو ویسے ہی رہنے دیا ہے۔ اور ان تاریخوں کے لحاظ سے کوئی خبر موزوں نہیں ہیں۔ (۲) سالانہ جلسہ کے متعلق میں نے اپنے تاثرات لکھنے شروع کئے۔

وصیّتیں

نوٹ۔ وصایا منظوری سے قبل اسلئے شائع کی جاتی ہیں۔ تاکہ اگر کسی کو کوئی اعتراض ہو تو دفتر کو اطلاع کرے۔ (سیکرٹری بہشتی مقبرہ)

۶۴۵۰ ۔ میں عبدالرحیم ولد مولا بخش قوم قریشی پیشہ طبابت عمر ستاون سال تاریخ بیعت جنوری ۱۹۱۱ء ساکن قادیان ڈاکخانہ خاص ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۸ فروری ۱۹۴۳ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری مقررہ آمدنی کوئی نہیں۔ جو کچھ ماہواری آمدنی ہوا کرے گی۔ اس کا دسواں حصہ ادا کرتا رہا کروں گا۔ اور اس وقت کسی قسم کی جائیداد بھی نہیں۔ اگر میرے مرنے کے بعد جو بھی کسی قسم کی جائیداد ثابت ہو۔ اس کے بھی دسویں حصہ کی صدر انجمن احمدیہ قادیان مالک ہو گی۔ اس وقت میری آمدنی قریباً چالیس روپے ماہوار ہے۔ العبد۔ ڈاکٹر عبدالرحیم طبیب محلہ دار الفضل قادیان۔ گواہ شد بقلم خود محمد عبداللہ آنکھوں کا ہسپتال قادیان۔ گواہ شد حافظ شفیق احمد بقلم خود مدرس مدرسہ احمدیہ قادیان دار الامان۔

۶۵۰۸ ۔ میں تاج الدین ولد میاں عمرالدین صاحب مرحوم قوم مغل چغتائی پیشہ ٹھیکہ داری عمر ۴۷ سال تاریخ بیعت شروع ۱۸۹۱ء ساکن حال قادیان محلہ دار الرحمت ڈاکخانہ خاص ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب۔ بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۷ فروری ۱۹۴۳ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری آمدنی اس وقت مبلغ دس روپے ماہوار کے قریب ہے جس کا دسواں حصہ ماہوار ادا کرتا رہوں گا۔ اس وقت میری کوئی جائیداد نہیں۔ میرے مرنے کے بعد جس قدر جائیداد بر آمد ہو۔ اس کے دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہو گی۔ العبد۔ تاج الدین بقلم خود۔ گواہ شد فضل کریم ذیلدار قادیان۔ گواہ شد فخر خاں احمدی گجراتی دار الرحمت قادیان گواہ شد محمد احمد ثاقب بقلم خود۔

۶۵۰۷ ۔ میں عزیزہ راشدہ بنت حاجی صاحب ڈاکٹر محمد عبداللہ قوم راجپوت پیشہ خانہ داری عمر ۲۰ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن محلہ دار البرکات قادیان ڈاکخانہ خاص ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۲ مارچ ۱۹۴۳ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

(۱) میری اس وقت کوئی خاص آمدنی نہیں۔ صرف پانچ روپے ماہوار کے قریب مجھے والدین کی طرف سے جیب خرچ ملتا ہے اس کا دسواں حصہ یعنی آٹھ آنے ماہوار انشاء اللہ ادا کرتی رہوں گی (۲) میرے پاس ایک کلپ طلائی۔ ایک انگوٹھی طلائی اور ایک جوڑی طلائی بالیاں ہیں۔ ان سب کا وزن تقریباً ۱/۲ ۱ تولہ ہے۔ اس کی جو بھی قیمت ہو گی۔ اس کا دسواں حصہ میں انشاء اللہ تعالیٰ ادا کر دوں گی۔ اس کے علاوہ فی الحال میری کوئی جائیداد نہیں۔

العبدہ۔ عزیزہ راشدہ بقلم خود موصیہ۔ گواہ شد حاجی محمد اسمٰعیل وائس پریذیڈنٹ محلہ دار البرکات ۲/۳/۴۳ گواہ شد محمد عبداللہ ریٹائرڈ سب اسسٹنٹ سرجن والد عزیزہ راشدہ۔

۶۴۵۴ ۔ میں غلام ہاجرہ بیگم زوجہ کرم الدین قوم ... پیشہ خانہ داری عمر ۲۸ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن ماہل پور ڈاکخانہ ماہل پور ضلع ہوشیارپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۶ امان ۱۳۲۲ھش مطابق ۶/۳/۴۳ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میری جائیداد مندرجہ ذیل ہے:۔ نقد -/۶۵۰ روپے۔

زیور:۔ چوڑیاں طلائی ۸ عدد وزن ۳ تولہ۔ نتھ طلائی وزن ۱/۲ تولہ۔ کانٹے طلائی ایک تولہ۔ کل ۴ ۳/۴ تولہ بحساب -/۶۸ روپے فی تولہ۔ کل -/۸/۳۲۲ روپے۔ پازیب نقرئی ۲۰ تولہ قیمت -/۲۵ روپیہ کل میزان نقد و زیورات -/۸/۹۹۷ روپے۔ اس رقم کے ۱/۱۰ حصہ کی یعنی -/۱۲/۹۹ روپے کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اس کے علاوہ میرے مرنے کے بعد اگر کوئی اور جائیداد ثابت ہو تو اس کی ادائیگی کے میرے ورثاء پابند ہوں گے۔

العبدہ:۔ غلام ہاجرہ بیگم۔ گواہ شد کرم الدین احمدی خاوند موصیہ ۶/۳/۴۳ گواہ شد افضال احمد قریشی جنرل محصل بیت المال قادیان ۶/۳/۴۳

۶۵۱۳ ۔ میں منشی خیرالدین ولد غلام محمد قوم ارائیں پیشہ مدرسی عمر ۴۸ سال تاریخ بیعت اکتوبر ۱۹۲۸ء ساکن میانوالی ارائیاں ڈاکخانہ خاص ضلع جالندھر صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۳ مارچ ۱۹۴۳ء کو حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری کل جائیداد شریعت کے مطابق تین بھائیوں اور دو بہنوں میں تقسیم ہو کر مندرجہ ذیل ہے۔ جس کی قیمت بھی موجودہ زمانہ کے لحاظ سے درج ہے۔

چاہ حویلی والا ۸ کنال قیمت -/۲۵۰ روپے — چھت ایک کوٹھا خام ۱/۴ حصہ -/۵

چاہ برج والا ۱/۲ ۳ کنال -/-/۱۵۰ — سکنی زمین ۱/۲ ۳ مرلہ بحساب -/۲۰ روپیہ مرلہ -/۷۰

چاہ منڈ والا ۱/۲ کنال -/-/۱۲۵ — سکنی زمین کچھ نقشہ ۱/۲ ۲ مرلہ بحساب -/۱۰ روپیہ مرلہ -/۲۵

باراں ۱/۲ کنال -/-/۶ — سکنی زمین ۱/۲ مرلہ بحساب -/۱۵ روپیہ مرلہ -/۲۵

زر رہن ۱/۴ -/-/۵۰ — کل میزان -/-/۷۱۶ روپے۔

میں اس رقم کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت (۷۲ روپے) کی بحق صدر انجمن احمدیہ کرتا ہوں۔ اس کے علاوہ میری ماہوار آمدنی بصورت مدرسی -/۲/ روپیہ ماہوار ہے۔ اس کا ۱/۱۰ حصہ بھی داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ کرتا ہوں۔ اگر جائیداد کی قیمت میں سے جو رقم اپنی زندگی میں مد وصیت میں جمع کرا دوں۔ لبعد ازاں وضع کی جاوے گی۔ میرے مرنے کے بعد بھی اگر کوئی اور جائیداد ثابت ہو۔ تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ العبد۔ منشی خیرالدین ولد غلام محمد قوم ارائیں ساکن میانوالی ارائیاں تحصیل نکودر ضلع جالندھر حال مدرس مدرسہ ... ڈاکخانہ قادیان تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور مورخہ ۳/۳/۴۳ مقیم دار الفضل۔ گواہ شد نور محمد نظر برادر حقیقی موصی حال قادیان ٹیکنیکل انڈسٹریز قادیان مورخہ ۳/۳/۴۳ گواہ شد علی محمد موصی عفی عنہ سکرٹری مال محلہ دار الفضل قادیان ۳/۳/۴۳

۶۵۱۲ ۔ میں محمد حسن خاں ولد شیر محمد خاں قوم منہاس راجپوت پیشہ زمینداری عمر ۲۸ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن بگول ڈاکخانہ گھوڑیواہ ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۵/۲/۴۳ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

(۱) میری موجودہ جائیداد ڈھائی (۱/۲ ۲) گھماؤں زمین ہے جس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہوں۔

(۲) اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائیداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان بمد وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کر لوں۔ تو ایسی رقم یا ایسی جائیداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جاسکے گی۔

(۳) اگر اس کے بعد کوئی جائیداد اور پیدا کروں۔ تو اس کی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہو گی۔ نیز میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائیداد ہو۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہو گی۔ العبد۔ نشان انگوٹھا محمد حسن ولد شیر محمد خاں مرحوم ساکن بگول ۲۵/۲/۴۳۔ گواہ شد عبدالعزیز مبلغ موضع بگول ۲۵/۲/۴۳۔ گواہ شد ظفر اسلام بقلم خود ساکن قادیان حال بگول ۲۵/۲/۴۳۔

۶۴۵۲ ۔ میں محمد جمیل احمدی افریقی ولد میاں میراں بخش صاحب مرحوم قوم آرائیں پیشہ زمینداری عمر ساٹھ سال تاریخ بیعت ۱۹۰۵ء ساکن ننگل باغباناں ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۳ مارچ ۱۹۴۳ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری مفصلہ ذیل جائیداد غیر منقولہ ہے۔ میں بلاجبر و اکراہ اس کے دسویں حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہوں۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائیداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کرلوں۔ تو ایسی رقم یا ایسی جائیداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائیگی۔ میرے مرنے پر اگر کوئی اور جائیداد ثابت ہو۔ تو اس کے بھی دسویں حصہ کی مالک۔ صدر انجمن احمدیہ قادیان ہو گی۔

میری موجودہ جائیداد حسب ذیل ہے:۔

(۱) قیمت حویلی مع ملحقہ زمین -/-/۲۰۰۰ روپے۔

(۲) ،، حصہ مکان رہائشی -/-/۵۰۰ روپے

(۳) قیمت ملکیت زمین کھاتہ خود بیع کھاتہ رہن وغیرہ -/۶۲۶۴

(۴) خرید زمین قادیان برائے دکان و مکان وغیرہ -/-/۱۰۰۰ روپے

میزان کل = -/-/۸۱۲۶

العبد:۔ بقلم خود محمد جمیل احمدی افریقی ساکن ننگل باغباناں۔ گواہ شد عزیز الدین برادر محمد جمیل ننگل باغباناں۔ گواہ شد مہرالدین ولد جھنڈا ارائیں ننگل باغباناں بقلم خود۔

۶۴۶۷ ۔ میں کریم بی بی بیوہ غلام رسول صاحب مرحوم قوم راجپوت پیشہ خانہ داری عمر ۳۵ سال تاریخ بیعت قریباً ۱۹۲۰ء ساکن موضع بھگلانہ ڈاکخانہ خاص ضلع ہوشیار پور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۶ فروری ۱۹۴۳ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میری موجودہ جائیداد صرف مبلغ پچاس نقد اور پچاس روپیہ میرے ماموں چودھری خیرو خاں صاحب کو قرض حسنہ دئے ہوئے ہیں۔ یعنی کل جائیداد مبلغ یکصد روپیہ کی ہے۔ کہ نصف جس کے پچاس روپیہ ہوتے ہیں۔ جس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ میں انشاء اللہ تعالیٰ مذکورہ حصہ اپنی زندگی میں جلد سے جلد ادا کرنے کی کوشش کروں گی۔ نیز میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائیداد ہو۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ فقط الرقوم ۶ فروری ۱۹۴۳ء کاتب المروف محمد شجاعت علی انسپکٹر بیت المال حلقہ جالندھر امانتہ۔ نشان انگوٹھا بدرست مسمات کریم بی بی زوجہ غلام رسول۔ گواہ شد نشان انگوٹھا چودھری خیرو خاں آف بھگلانہ ماموں موصیہ۔ گواہ شد انگوٹھے کا نشان چودھری طالع مند خاں ماموں موصیہ۔

۶۴۶۹ ۔ میں محمد اکبر خاں ولد زرداد خاں صاحب قوم علی زئی افغان پیشہ ملازمت عمر اندازاً ساٹھ سال تاریخ بیعت بوقت خلافت اولیٰ ساکن کھم میٹ ڈاکخانہ کھم میٹ ضلع ورنگل ریاست حیدرآباد دکن بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۶ فروری ۱۹۴۳ء بروز جمعۃ المبارک حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری کوئی جائیداد منقولہ یا غیر منقولہ نہیں۔ میری آمد دس روپے ماہوار ہے۔ میں اس کے دسویں حصہ کی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہوں۔ نیز اگر آئندہ میں کوئی جائیداد پیدا کروں،

تو اس کے دسویں حصہ کے لینے کا بھی صدر انجمن احمدیہ قادیان کو حق ہوگا۔ اور اگر میں جائیداد کو پیدا کرسکے اس کے کسی حصہ کی ادائیگی کرکے رسید حاصل کرلوں۔ تو اسے منہا سمجھا جائے۔ وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم۔ العبد۔ محمد اکبر خاں C/O عبد الرحیم میاں ریسرچ ایگریکلچرل اسسٹنٹ کھمم میٹ ضلع ورنگل (دکن)، گواہ شد محمد فضل داد عفی عنہ ٹیچر تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان۔ گواہ شد عبد الغنی والد عبد الرحیم میاں صاحب ریسرچ ایگریکلچرل اسسٹنٹ کھمم میٹ ضلع ورنگل (دکن)۔

ع ۶۴۲۶ ۔ میں مولوی عبد المجید (منیب) ولد مولوی عبد الرحیم قوم اجھرا پیشہ زمیندارہ عمر ۲۶ سال تاریخ بیعت ۱۳/۶/۳۲ ساکن حلال پور ڈاکخانہ بھابڑہ ضلع سرگودھا صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۳۰/۱/۴۳ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائیداد حسب ذیل ہے:۔

اراضی تعدادی اندازاً ۱۶ بیگھہ ہے۔ جس میں سے ۶ بیگھہ بارانی مزروعہ اور ۹ بیگھہ بارانی بنجر قدیم ہے۔ ایک بیگھہ رقبہ نہری مزروعہ ہے۔ اس کے علاوہ میری اور کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میرا گذارہ اراضی مذکورہ پر ہے۔ آج میں بلا جبر و اکراہ جائیداد مذکورہ بالا کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ اس کے علاوہ اگر میری کوئی مزید جائیداد یا آمدنی مجھے حاصل ہوگی۔ تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہوں۔ فقط مورخہ ۳۰/۱/۴۳۔ العبد:۔ مولوی عبد المجید (منیب)، ولد مولوی عبد الرحیم صاحب اجھرا سکنہ حلال پور ڈاکخانہ بھابڑہ تحصیل بھلوال ضلع سرگودھا بقلم خود عبد المجید (منیب)، گواہ شد میاں خدا بخش صاحب سیکرٹری مال انجمن احمدیہ ادرحماں۔ ڈاکخانہ بھابڑہ۔ ضلع سرگودھا۔ بقلم خود خدا بخش۔ گواہ شد محمد حیات سکنہ ادرحماں اول مدرس حلال پور ڈاکخانہ بھابڑہ۔ ضلع سرگودھا۔

ع ۶۳۳۹ ۔ میں سعید احمد ولد قریشی عبد الکریم صاحب قوم قریشی پیشہ ملازمت عمر ۱۸ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاکخانہ خاص ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱/۳/۴۳ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری جائیداد ایک مکان مشترکہ جس میں ہم دو بھائی ایک بہن شریک ہیں۔ اس کے علاوہ میری ماہوار آمد -/۴۸ روپے ماہوار ہے۔ میں اس جائیداد اور اس آمد کے دسویں حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ نیز میری وفات پر اگر کوئی اور جائیداد ثابت ہو۔ تو اس کے بھی دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ آمد کی کمی و بیشی کی اطلاع دیتا رہوں گا۔ العبد سعید احمد موصی ۱/۳/۴۳۔ گواہ شد عطا محمد خالد موصی ۱/۳/۴۳۔ گواہ شد قاضی عبد الرحمٰن راہوں موصی،

ع ۶۴۲۴ ۔ میں چودھری محمد بخش ولد چودھری صالح محمد صاحب قوم جٹ بڈھار پیشہ ملازمت عمر ۵۷ سال تاریخ بیعت ۱۹۰۸ء ساکن ادرحماں ڈاکخانہ بھابڑہ ضلع سرگودھا۔ صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲/۱/۴۳ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائیداد حسب ذیل ہے۔ غیر منقولہ موضع ادرحماں تحصیل بھلوال ضلع سرگودھا میں ۱۵۰ کنال اور موضع بھابڑہ میں ۱۶ کنال کل ۱۶۶ کنال ہے۔ قیمت تخمیناً ۱۸۰۰ روپیہ۔ مکان موضع ادرحماں دو حصہ پختہ و جزو خام قیمتی اندازاً -/۱۲۵۰ روپیہ و ایک مکان پختہ واقع قادیان محلہ دار الفضل قیمتی اندازاً ۳۰۰۰ روپیہ۔

کل مبلغ ۶۰۵۰ روپیہ قیمت اندازاً ہے۔ اس کے علاوہ میری ماہوار آمدنی بصورت پنشن ۲۰ روپیہ ماہوار ہے۔ اس تمام جائیداد و آمد ماہوار کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ اس کے علاوہ اگر میری کوئی مزید آمدنی بصورت ملازمت نخ وغیرہ یا جائیداد حاصل ہوگی۔ تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہوں۔ العبد محمد بخش ولد صالح محمد موصی بقلم خود۔ گواہ شد محمد حیات ولد عبد اللہ قوم جٹ بڈھار بھتیجا موصی محاسب انجمن احمدیہ ادرحماں۔ گواہ شد خدا بخش سیکرٹری مال انجمن احمدیہ ادرحماں ڈاکخانہ بھابڑہ ضلع سرگودھا۔

ع ۶۴۵۷ ۔ میں نواب دین سقہ ولد کاکا قوم لودی افغان پیشہ پنہارہ عمر ۳۱ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن سیکھواں ڈاکخانہ ڈیری والہ ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲/۳/۴۳ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

اس وقت میری اور کوئی جائیداد نہیں ہے۔ سوائے ایک رہائشی مکان اور ایک گائے کے۔ جو مکان پختہ نہیں ہے بلکہ خام ہے۔ جس کی قیمت صرف ۷۰ روپے ہے۔ ملکیت رکھتا ہے۔ اور باقی قیمت گائے پر ۳۰ روپیہ لگایا گیا ہے۔ جملہ میزان یکصد روپیہ تک ہے۔ سو اس یکصد روپیہ کی وصیت بذریعہ قریشی فضل حق سیکرٹری جماعت احمدیہ سیکھواں کی دسویں حصہ کی کرتا ہوں۔ کہ اول تو کوشش اپنی زندگی میں ادا کرنے کی کروں گا۔ ورنہ میری وفات کے وقت انجمن احمدیہ قادیان میرے دسویں حصہ کی مالک ہوگی۔ میرے وارث کسی قسم کا عذر کرنے کے حقدار نہ ہوں گے۔ اگر اور کوئی اس کے علاوہ میری جائیداد نکلے۔ تو اسکی بھی انجمن احمدیہ دسویں حصہ کی مالک ہوگی۔ فقط والسلام۔ العبد نواب دین ولد کاکا سقہ قوم لودی افغان سکنہ سیکھواں گواہ شد قریشی فضل حق مدرس مدرسہ احمدیہ سیکھواں۔ گواہ شد مہر سلطان احمد ولد فضل دین بقلم خود۔

ع ۶۵۰۴ ۔ میں مریم بی بی بیوہ حافظ محمد صاحب پشاوری قوم پٹھان، عمر ۷۵ سال تاریخ بیعت ۱۸۹۳ء ساکن قادیان ڈاکخانہ خاص ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲/۳/۴۳ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں:۔

میری جائیداد صرف یک صد روپیہ نقد ہے۔ اس کے سوا اور کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میں اس جائیداد کے دسویں حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ میرے مرنے پر اگر کوئی اور جائیداد ثابت ہو۔ تو اس کے بھی دسویں حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ کہ انجمن ۱/۱۰ حصہ کی مالک ہوگی۔ العبد نشان انگوٹھا مریم بی بی موصیہ۔ گواہ شد حکیم محمد عبد اللطیف مہاجر قادیان شریف محلہ ناصر آباد۔ گواہ شد سعید احمد مہاجر قادیان شریف محلہ ناصر آباد۔

ع ۶۵۰۳ ۔ میں سکینہ بیگم زوجہ منشی عبد الحق صاحب کاتب قوم کھوکھر عمر ۳۴ سال تاریخ بیعت ۱۹۲۲ء ساکن قادیان ڈاکخانہ خاص ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۶ مارچ ۱۹۴۳ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میری جائیداد اس وقت کوئی نہیں۔ صرف میری ملکیت مبلغ -/۲۰۰ ہے۔ جو کہ میرا حق مہر ہے۔ میں اس رقم کی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ نیز یہ وصیت کرتی ہوں۔ کہ اگر میرے مرنے کے بعد میری کوئی جائیداد ثابت ہو۔ تو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی صدر انجمن احمدیہ قادیان مالک ہوگی۔ فقط والسلام۔ المرقوم ۶/۳/۴۳ الموصیہ سکینہ بیگم زوجہ منشی عبد الحق کاتب محلہ دار العلوم قادیان گواہ شد [illegible]

ع ۶۵۰۲ ۔ میں امۃ المجید بنت چودھری وزیر محمد صاحب قوم جٹ پیشہ ملازمت عمر ۱۸½ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاکخانہ خاص ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۴ فروری ۱۹۴۳ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میں اس وقت نصرت گرلز ہائی سکول و دینیات کالج میں ۲۱ روپے ماہوار پر عوضی ملازم ہوں۔ اس کے سوا میری کوئی جائیداد منقولہ و غیر منقولہ نہیں۔ اپنی ماہوار آمد کے ۱/۱۰ حصہ کی صدر انجمن احمدیہ قادیان کے حق میں وصیت کرتی ہوں۔ ۱/۱۰ حصہ انشاء اللہ ماہ بماہ ادا کرتی رہوں گی۔ نیز اپنی آمد کے گھٹنے بڑھنے کی اطلاع دیتی رہوں گی۔ اگر اس کے علاوہ میری کوئی اور جائیداد ثابت ہو۔ تو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک بھی صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ میری اس وصیت کے میرے ورثاء پابند ہوں گے۔ فقط۔ الامۃ۔ امۃ المجید ۲/۲/۴۳ گواہ شد:۔ امۃ الرحمٰن ہیڈ مسٹرس نصرت گرلز ہائی سکول و دینیات کالج۔ گواہ شد میمونہ صوفیہ معلمہ نصرت گرلز ہائی سکول و دینیات کالج ۲/۲/۴۳۔ گواہ شد چودھری وزیر محمد والد موصیہ۔

ع ۶۵۰۱ ۔ میں زکیہ بیگم زوجہ کیپٹن مرزا داؤد احمد صاحب قوم مغل عمر ۱۷ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاکخانہ خاص ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۳ فروری ۱۹۴۳ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

مجھے اپنے خاوند کی طرف سے یکصد روپیہ ماہوار جیب خرچ ملتا ہے۔ اور میرا حق مہر -/۵۰۰۰ روپے ابھی تک خاوند کے ذمہ واجب الادا ہے۔ اور میرے پاس تقریباً -/۶۰۰۰ روپے کا زیور سونے کا ہے۔ میں ان تمام کی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت صدر انجمن احمدیہ قادیان کے حق میں کرتی ہوں۔ مزید براں میری اس وقت کوئی منقولہ یا غیر منقولہ جائیداد نہیں۔ اگر میرے مرنے کے بعد میری کوئی منقولہ یا غیر منقولہ جائیداد ثابت ہو۔ تو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی بھی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اور جو حصہ میں اپنی زندگی میں ادا کرچکی ہوں گی۔ اسکو اس میں سے منہا سمجھا جائے گا۔ الامۃ زکیہ بیگم۔ گواہ شد مرزا منیر احمد قادیان ضلع گورداسپور۔ گواہ شد مرزا داؤد احمد خاوند موصیہ قادیان۔ ضلع گورداسپور۔

ع ۶۵۰۰ ۔ میں اقبال بیگم زوجہ شیخ محمد اکرام قوم شیخ پیشہ خانہ داری عمر ۴۵ سال تاریخ بیعت ۷ جنوری ۱۹۰۰ء ساکن حال قادیان ڈاکخانہ خاص ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۲/۲/۴۳ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

اس وقت میری جائیداد مبلغ پانچ صد روپیہ صرف حق مہر والا ہے۔ جو کہ خاوند سے وصول کرلیا ہوا ہے۔ اس رقم کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق مقبرہ بہشتی صدر انجمن احمدیہ قادیان دار الامان کرتی ہوں میرے مرنے پر اگر کوئی اور جائیداد ثابت ہو۔ تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان دار الامان ہوگی۔ ۱/۱۰ حصہ کی رقم وصیت حصہ جائیداد مبلغ پچاس روپیہ اور بابت اعلان وصیت مبلغ تین روپیہ کل رقم نقد دی گئی ہے۔

الامۃ:۔ اقبال بیگم زوجہ شیخ محمد اکرام تاجر قادیان دار الامان نشان انگوٹھا۔ گواہ شد شیخ محمد اکرام تاجر قادیان دار الامان۔ گواہ شد شیخ قدرت اللہ بقلم خود تاجر قادیان۔

ع ۶۴۷۱ ۔ میں مریم بی بی زوجہ ماسٹر محمد دین منشی فاضل قوم قریشی صدیقی پیشہ خانہ داری عمر ۳۵ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن قادیان محلہ دار الفضل شرقی ڈاکخانہ خاص ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ

آج بتاریخ ۳/۲/۴۳ کو حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میرا زیور مالیتی ڈیڑھ سو روپیہ ہے۔ اور مبلغ -/۱۵۰ روپے بابت حق مہر میرے خاوند ماسٹر محمد الدین منشی فاضل محلہ دار الفضل کے ذمہ ہیں۔ گویا میری جائیداد کل تین صد روپیہ ہے۔ میں اس کے ۱/۱۰ حصہ یعنی مبلغ -/-/۳۰ روپے کی وصیت کرتی ہوں۔ نیز اقرار کرتی ہوں۔ کہ میری وفات کے بعد مندرجہ بالا جائیداد کے علاوہ اور میری ذاتی جائیداد ثابت ہو۔ تو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک بھی صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ میں نے یہ الفاظ بقائمی ہوش و حواس رو برو گواہان درج کرائے ہیں۔ تاکہ سند ہوں۔

تفصیل زیورات حسب ذیل ہے۔ ایک جوڑی کانٹے بڑے وزنی ایک تولہ تین ماشہ چار رتی در لعل قیمت -/۲/۱۱۱ ایک جوڑی کانٹے چھوٹے وزنی چھ ماشے پانچ رتی در لعل روپے قیمت ۶/۲/۳۸ روپے۔ میزان ۶/۴/۱۴۹ روپے۔

العبد بقلم خود مریم بی بی۔ گواہ شد عبد اللہ کارکن تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان ۳/۲/۴۳۔ گواہ شد محمد دین منشی فاضل خاوند موصیہ بقلم خود ۳/۲/۴۳۔

۶۵۰۵۔ میں سبحان علی خاں ولد علی بخش خاں قوم منہاس راجپوت پیشہ زمینداری عمر ۴۲ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن بگول ڈاکخانہ گھوڑے واہ ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۵/۲/۴۳ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری موجودہ جائیداد حسب ذیل ہے۔ پانچ گھماؤں زمین کا میں مالک ہوں۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ یعنی ۴ کنال کی وصیت کرتا ہوں۔ اگر کوئی رقم یا کوئی جائیداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان بمد وصیت اپنی زندگی میں داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کر لوں۔ تو ایسی رقم یا ایسی جائیداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائیگی۔ اگر اس کے بعد کوئی جائیداد اور پیدا کر دوں۔ تو اسکی اطلاع مجلس کارپردازان کو دیتا رہوں گا۔ اور اس پر یہ وصیت بھی حاوی ہوگی۔ نیز میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائیداد ہو۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

العبد سبحان علی ولد علی بخش خاں سکنہ بگول نشان انگوٹھا۔ گواہ شد ظفر اسلام بقلم خود قادیان حال بگول۔ گواہ شد نشان انگوٹھا محمد حسن برادر سبحان علی خاں ۵/۲/۴۳۔

۶۴۹۹۔ میں راج بی بی بیوہ چوہدری غلام محمد صاحب مرحوم قوم ملاح پیشہ خانہ داری عمر ۷۰ سال تاریخ بیعت ۱۹۳۱ء ساکن معیادی شیرا ڈاکخانہ ڈیرہ بابا نانک ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱/۱۲/۱۰ صلح ہجری شمسی ۱۳۲۲ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میری جائیداد اس وقت حسب ذیل ہے۔ مبلغ ساٹھ روپیہ نقد اور ایک عدد مکان خام جس کی قیمت بازاری مبلغ چالیس روپیہ ہے۔ کل مبلغ یکصد روپیہ ہوتے ہیں۔ جس کے ۱/۴ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ مبلغ -/۲۵ روپیہ جو کہ حصہ وصیت کے بنتے ہیں۔ منظوری وصیت کے بعد جلدی ہی داخل خزانہ بمد وصیت کرادوں گی۔ اس کے علاوہ بھی جو میری جائیداد ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱/۴ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ الامۃ نشان انگوٹھا راج بی بی موصیہ سکنہ معیادی شیرا۔ گواہ شد بقلم خود محمد نذیر سیکرٹری مال جماعت احمدیہ پتا موصیہ۔ گواہ شد نشان انگوٹھا ہدایت اللہ پسر موصیہ۔ گواہ شد نشان انگوٹھا محمد اسماعیل پسر موصیہ

۶۴۹۸۔ میں محمد عبد اللہ پاشا مالاباری ولد استھور تی ہجوری قوم برہمن پیشہ طالب علم عمر ۲۱ سال تاریخ بیعت جون ۱۹۳۸ء ساکن حیدر آباد دکن (حال قادیان) ڈاکخانہ بلدہ حیدر آباد دکن ضلع حیدر آباد بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۲/فروری ۱۹۴۳ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

اس وقت میری غیر منقولہ جائیداد کوئی نہیں۔ کیونکہ تبدیلی مذہب یعنی قبول اسلام کی وجہ سے میں اپنی جدی جائیداد سے محروم ہو گیا ہوں۔ البتہ مجھے جناب نواب اکبر یار جنگ صاحب بہادر کی طرف سے مبلغ پانچ روپیہ بطور جیب خرچ ملتے ہیں۔ میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ نیز میرے مرنے پر اگر کوئی جائیداد ثابت ہو۔ تو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک بھی صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

نوٹ:۔ اگر بعد میں کوئی آمد ہوئی۔ یا کوئی جائیداد حاصل ہوئی۔ تو اسکی اطلاع دیتا رہوں گا۔ العبد:۔ محمد عبد اللہ پاشا مالاباری۔ گواہ شد عبد المغنی ناظر دعوۃ و تبلیغ گواہ شد ملک محمد عبد اللہ قادیان۔

۶۴۹۳۔ میں محمد اسماعیل ولد محمد ابراہیم قوم آرائیں پیشہ ملازمت عمر ۱۹ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن ننگل باغباناں ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۷/۲/۴۳ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری موجودہ جائیداد حسب ذیل ہے:۔

موضع ننگل باغباناں میں زمین ۲۰ گھماؤں ہے۔ جس کے ۱/۱۰ حصہ کی میں بحق صدر انجمن احمدیہ وصیت کرتا ہوں۔ جس کی قیمت میں نقد اپنی زندگی میں ادا کر دوں گا۔ اس کے علاوہ اس وقت مجھے مبلغ -/-/۳۰ روپے ماہوار تنخواہ ملتی ہے۔ میں اس کے دسویں حصے کی بھی بحق صدر انجمن احمدیہ وصیت کرتا ہوں۔ اس کے علاوہ جو میری آمد ہو۔ میں اس کا بھی ۱/۱۰ حصہ ادا کرتا رہوں گا۔ میرے مرنے کے بعد میری جو بھی جائیداد ہوگی۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی صدر انجمن احمدیہ مالک ہوگی۔ لیکن اگر میں نے اسکی قیمت ادا کر دی ہو تو وہ منہا کر دی جائے گی۔ میرے پاس -/۱۲۰۰ روپیہ نقد ہے۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی بھی انجمن احمدیہ مالک ہوگی۔ العبد محمد اسماعیل ٹی ٹی جے تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان ۱۷/۲/۴۳۔ گواہ شد چراغ محمد مدرس تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان۔ گواہ شد خاکسار محبوب عالم خالد مہتمم تربیت و اصلاح۔

۶۴۹۶۔ میں فضل الدین ولد چوہدری دین محمد صاحب قوم آرائیں پیشہ ملازمت عمر ۲۳ سال تاریخ بیعت دس اپریل ۱۹۲۰ء ساکن ستھیالہ ڈاکخانہ خاص ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۷/فروری ۱۹۴۳ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔ کیونکہ بفضل خدا میرے والد صاحب بقید حیات موجود ہیں۔ میرا گذارہ میری ماہوار آمد پر ہے۔ جو اس وقت مبلغ -/-/۲۳ روپیہ ماہوار ہے۔ میں تازیست اس کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ اس کے علاوہ اگر مجھے کوئی اور آمد ہوگی۔ تو اس کا ۱/۱۰ حصہ بھی ادا کرتا رہوں گا۔ نیز میرے مرنے پر جس قدر میرا متروکہ ثابت ہو۔ اس کے ۱/۱۰ حصے کی بھی صدر انجمن احمدیہ مالک ہوگی۔ فقط العبد فضل الدین مدرس تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان۔ گواہ شد تاج الدین لائلپوری مدرس تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان ۲۷/۲/۴۳ گواہ شد خاکسار محبوب عالم خالد مہتمم تربیت و اصلاح قادیان ۲۷/۲/۴۳۔

۶۴۹۲۔ میں سید عبد السعید شاہ ولد سید عبد العزیز شاہ صاحب، قوم سید پیشہ ملازمت عمر ۲۹ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن کاٹھگڑھ ڈاکخانہ خاص ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۷/فروری ۱۹۴۳ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری جائیداد اس وقت کوئی نہیں۔ اس وقت میری ماہوار آمد ۲۱/۸/۴ ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں۔ تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میرے مرنے کے وقت میرا جس قدر متروکہ ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ فقط۔ العبد سید عبد السعید شاہ مدرس تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان بقلم خود ۲۷/۲/۴۳۔ گواہ شد تاج الدین لائلپوری مدرس تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان۔ گواہ شد بشیر احمد مدرس تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان ۲۷/۲/۴۳

۶۴۹۴۔ میں ماسٹر عبد الکریم ولد میاں خیر الدین صاحب قوم احمدی پیشہ مدرسی عمر ۳۱ سال ۱۰ ماہ تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن محلہ دار الرحمت قادیان ڈاکخانہ خاص ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۶/فروری ۱۹۴۳ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اس وقت حسب ذیل جائیداد ہے:۔

محلہ دار البرکات شرقی میں پانچ مرلہ زمین جسکی قیمت تقریباً ایک صد روپیہ ہے۔ لیکن میرا گذارہ صرف اس جائیداد پر نہیں۔ بلکہ ماہوار آمد پر ہے۔ جو کہ اس وقت مبلغ -/-/۱۷ روپے ماہوار ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ اور یہ بھی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہوں۔ کہ میری جائیداد جو بوقت وفات ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اور اگر میں کوئی روپیہ ایسی جائیداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کی مد میں کروں۔ تو اس قدر روپیہ اسکی قیمت سے منہا کر دیا جائے گا۔ فقط المرقوم ۲۶/فروری ۱۹۴۳ء بروز جمعۃ المبارک۔ العبد بقلم خود عبد الکریم ٹیچر تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان ساکن محلہ دار الرحمت۔ گواہ شد عبد اللہ کارکن تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان ۲۶/۲/۴۳۔ گواہ شد دستخط میاں خیر الدین صاحب۔ والد موصی۔

۶۴۸۹۔ میں صفیہ ثاقب زوجہ چوہدری محمد صدیق صاحب مولوی فاضل واقف زندگی قوم راجپوت پیشہ خانہ داری عمر اٹھارہ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن دار الرحمت قادیان ڈاکخانہ خاص ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ یکم امان ۱۳۲۲ ہش مطابق مارچ ۱۹۴۳ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ اس وقت میری کوئی جائیداد غیر منقولہ نہیں ہے۔ منقولہ جائیداد حسب ذیل ہے:۔

مہر مبلغ پانچ صد روپیہ بذمہ خاوند۔ زیورات حسب ذیل ہیں:۔ نتھ طلائی قیمتی تقریباً -/۱۰۰ روپے۔ کانٹے طلائی قیمتی تقریباً -/۱۰ روپے ٹکہ و کلپ طلائی قیمتی تقریباً -/۱۰ روپے۔ پن طلائی قیمتی تقریباً -/۳۰ روپے انگوٹھیاں طلائی قیمتی تقریباً -/۳۰ روپے۔ پرشیم نقرئی قیمتی تقریباً -/۲۰ روپے گویا کل جائیداد منقولہ بصورت مہر و زیورات مبلغ آٹھ سو بیس روپیہ بنتی ہے۔ میں اس کے دسویں حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اگر میرے مرنے کے بعد میری کوئی اور جائیداد منقولہ یا غیر منقولہ ثابت ہو۔ تو اس کے بھی دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ جو رقم میں اپنی زندگی میں ادا کر دوں، وہ حصہ وصیت سے منہا سمجھی جائے گی۔ اس کے علاوہ دفتر تحریک جدید سے میرے گذارہ کے لیے مبلغ دس روپیہ ماہوار بطور الاؤنس مجھے